سلام میں "ومغفرتہ" کا اضافہ کرنا چاہیے یا نہیں؟

ریفرنس نمبر: SAR-7604

تاریخ: 21-11-2021

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرعِ متین اِس مسئلے کے بارے میں کہ جب کسی مسلمان سے ملاقات ہو، تو سلام کرتے ہوئے "ومغفرتہ" کا اضافہ کرنا چاہیے یا نہیں؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

سلام اور جواب، دونوں میں "برکاتہ" تک کہنا چاہیے، "ومغفرتہ" کا اضافہ نہیں کرنا چاہیے۔

اللہ تعالیٰ نے قرآنِ مجید میں ارشاد فرمایا:﴿وَ اِذَا حُیِّیْتُمْ بِتَحِیَّةٍ فَحَیُّوْا بِاَحْسَنَ مِنْهَاۤ اَوْ رُدُّوْهَاؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ حَسِیْبًا﴾ ترجمہ کنز العرفان: "اور جب تمہیں کسی لفظ سے سلام کیا جائے، تو تم اس سے بہتر لفظ سے جواب دو یا وہی الفاظ کہہ دو۔ بیشک اللہ ہر چیز پر حساب لینے والا ہے۔" (پارہ 5، سورۃ النساء، آیت 86)

اِس کے تحت ابو السعود علامہ محمد بن محمد عَمادی رَحْمَۃُ اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ (سالِ وفات: 951ھ/1544ء) لکھتے ہیں: "بأن تقولوا وعلیکم السلام ورحمة اللہ إن اقتصر المسلم علی الأول وبأن تزیدوا وبرکاته إن جمعها المسلم وھي النھایة۔" ترجمہ: یعنی اگر مسلمان صرف "السلام علیکم" کہے تو تم کہو "وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ" اور اگر وہ دونوں کو جمع کرے، (یعنی یوں کہے: السلام علیکم ورحمۃ اللہ) تو تم "وبرکاتہ" کا اضافہ کرو اور یہ انتہا ہے۔

(تفسیر ابی السعود، جلد 2، صفحہ 211، مطبوعہ دار احیاء التراث العربی، بیروت)

شعب الایمان میں ہے: "سلم علیه رجل، فقال: سلام علیک ورحمة اللہ وبرکاته ومغفرته، فانتھره ابن عمر، وقال: حسبک إذا انتھیت إلی وبرکاته۔" ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عمر رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُمَا کو ایک شخص نے یوں سلام کیا: سلام علیك ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ومغفرتہ" تو آپ رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہ نے اُسے ڈانٹا اور فرمایا کہ جب تم "وبرکاتہ" تک پہنچ جاؤ، تو اتنا سلام ہی تمہیں کافی ہے۔

(شعب الایمان، جلد 11، فصل فی کیفیۃ السلام، صفحہ 247، مطبوعہ مکتبۃ الرشد)

علامہ ابنِ عابدین شامی دِمشقی رَحْمَۃُ اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ (سالِ وفات: 1252ھ/1836ء) بحوالہ فتاویٰ تاتارخانیہ لکھتے

ہیں: الأفضل للمسلم أن يقول: السلام عليكم ورحمة الله وبركاته والمجيب كذلك يرد، ولا ينبغي أن يزاد على البركات شيء۔ "ترجمہ: مسلمان کے لیے افضل یہ ہے کہ وہ یوں کہے: "السلام علیکم و رحمۃ اللہ وبرکاتہ" اور جواب دینے والا بھی ایسے ہی کہے اور "برکاتہ" کے بعد کسی حرف کا اضافہ مناسب نہیں۔

(ردالمحتار مع درمختار، جلد9، کتاب الحظر والاباحۃ، صفحہ683، مطبوعہ کوئٹہ)

فتاویٰ عالمگیری میں ہے: "لا ينبغي أن يزاد على البركات شيء، قال ابن عباس رضي الله عنهما لكل شيء منتهى ومنتهى السلام البركات، كذا في المحيط۔ "ترجمہ: "برکاتہ" کے بعد کسی حرف کا اضافہ کیا جانا مناسب نہیں۔ حضرت ابنِ عباس رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُمَا نے ارشاد فرمایا: ہر چیز کی ایک انتہاء ہے اور سلام کی انتہاء صیغۂ "برکات" پر ہے۔

(الفتاوی الھندیۃ، جلد5، الباب السابع فی السلام، صفحہ325، مطبوعہ کوئٹہ)

صدرالشریعہ مفتی محمد امجد علی اعظمی رَحْمَۃُاللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ (سالِ وفات: 1367ھ / 1947ء) لکھتے ہیں: "بہتر یہ ہے کہ سلام میں رحمت وبرکت کا بھی ذکر کرے یعنی اَلسَّلامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللہِ وَبَرَکَاتُہٗ کہے اور جواب دینے والا بھی وہی کہے، بَرَکَاتُہٗ پر سلام کا خاتمہ ہوتا ہے۔ اس کے بعد اور الفاظ زیادہ کرنے کی ضرورت نہیں۔"

(بہارشریعت، جلد3، حصہ16، صفحہ459، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

تحقیقِ مسئلہ:

مطالعہِ احادیث سے تین روایتیں ایسی سامنے آتی ہیں، جن میں "ومغفرتہ" کا اضافہ ہے۔ علمِ اصولِ حدیث کی روشنی میں تینوں روایات کے محدثین نے جوابات دیے ہیں۔

پہلی روایت اور اُس کا جواب:

(1) ابو داؤد شریف میں ہے: "ثم أتى آخر، فقال: السلام عليكم ورحمة الله وبركاته ومغفرته، فقال: أربعون۔ ترجمہ: پھر ایک اور شخص آیا اور اُس نے کہا: السلام علیکم و رحمۃ اللہ وبرکاتہ ومغفرتہ۔ نبی اکرم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا: اِس کے لیے چالیس نیکیاں ہیں۔

(سنن ابی داؤد، جلد7، باب فضل من بدأ السلام، صفحہ492، مطبوعہ الرسالۃ العالمیۃ، بیروت)

یہ حدیث سنداً ضعیف ہے۔ اِس کی سند میں ایک راوی "عبد الرحیم بن میمون" ہے، جس کے متعلق امام ابو حاتم رَحْمَۃُاللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ نے کہا: يكتب حديثه ولا يحتج به۔ ترجمہ: اُس کی حدیث لکھی جائے گی، مگر استدلال نہیں کرسکتے۔

(میزان الاعتدال، جلد2، صفحہ607، مطبوعہ دار المعرفۃ، بیروت)

مشہور محدث علامہ ابن حجر عسقلانی شافعی رَحْمَۃُاللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ (سالِ وفات:852ھ/1449ء) بیان کردہ حدیث کا ذکر یوں کرتے ہیں:أخرج أبو داود من حديث سهل بن معاذ بن أنس الجهني عن أبيه بسند ضعيف۔"ترجمہ:امام ابو داؤد رَحْمَۃُاللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ نے سہل بن معاذ بن انس جُہنی کی روایت ضعیف سند کے ساتھ نقل کی۔

(فتح الباری شرح صحیح بخاری، جلد6، باب بدء السلام، صفحہ 11، دار المعرفۃ، بیروت)

اور علامہ ابن حجر عسقلانی علیہ الرحمۃ جب اُس روایت کو ذکر کرتے ہیں، جس میں صرف "وبرکاتہ" تک سلام موجود ہے اور جس پر فقہائے احناف نے اعتماد کر کے مسئلہ بیان کیا، تو اُس روایت کے متعلق لکھا:"أخرج أبو داود والترمذي والنسائي بسند قوي عن عمران بن حصين۔"ترجمہ:امام ابو داؤد، امام ترمذی اور امام نسائی رَحْمَۃُاللہ تَعَالٰی عَلَیْھِم نے حضرت عمران بن حصین رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہ سے قوی سند کے ساتھ اِس حدیث کو روایت کیا۔

(فتح الباری شرح صحیح بخاری، جلد6، باب بدء السلام، صفحہ 11، دار المعرفۃ، بیروت)

دوسری روایت اور اُس کا جواب:

(2) امام ابنُ السُّنّی رَحْمَۃُاللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ (سالِ وفات:364ھ/974ء) روایت کرتے ہیں:"كان رجل يمر بالنبي صلى اللہ عليه وسلم يرعى دواب أصحابه، فيقول: السلام عليک يا رسول اللہ! فيقول له النبي صلى اللہ عليه وسلم: وعليک السلام ورحمة اللہ وبركاته ومغفرته ورضوانه۔"ترجمہ:ایک جانور چَرانے والے صاحِب، نبی اکرم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے پاس سے گزرا کرتے تھے۔ جب گزرتے تو یوں سلام کرتے:السلام علیك یا رسول اللہ۔ آپ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ جواباً فرماتے:وعلیك السلام و رحمۃ اللہ وبرکاتہ ومغفرتہ و رضوانہ۔

(عمل الیوم واللیلۃ، صفحہ 151، باب منتھی رد السلام، مطبوعہ دار الارقم، بیروت)

اِس حدیثِ مبارک پر تبصرہ کرتے ہوئے علامہ ابن حجر عسقلانی شافعی رَحْمَۃُاللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ لکھتے ہیں:"أخرج ابن السني في كتابه بسند واه۔"ترجمہ:امام ابنُ السُّنّی رَحْمَۃُاللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ نے اپنی کتاب میں اِس حدیث کی واہی یعنی بہت کمزور سَنَد سے تخریج کی ہے۔

(فتح الباری شرح صحیح بخاری، جلد6، باب بدء السلام، صفحہ 11، دار المعرفۃ، بیروت)

امام شرف الدین نَوَوِی رَحْمَۃُاللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ (سالِ وفات:676ھ/1277ء) اِس روایت کا سَنَدی معیار بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:روينا في كتاب ابن السني، باسناد ضعيف عن أنس رضي اللہ عنه قال:"كان رجل يمر بالنبي صلى اللہ عليه وسلم۔۔۔الخ۔"ترجمہ:ہم نے امام ابنُ السُّنّی رَحْمَۃُاللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ کی کتاب میں ضعیف سند کے ساتھ، حضرت انس رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت کیا کہ ایک جانور چَرانے والے صاحب، نبی اکرم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے پاس سے گزرا

کرتے تھے۔ الخ۔

(الاذکار المنتخبة من کلام سید الابرار، باب کیفیة السلام، صفحہ 196، مطبوعہ دار الکتب العلمیة، بیروت)

تیسری روایت اور اُس کا جواب:

(3) **شعب الایمان** میں ہے: ”عن زید بن أرقم، قال: کان النبي صلی اللہ علیه وسلم إذا سلم علینا، فرددنا علیه السلام قلنا: وعلیک ورحمة اللہ وبرکاته ومغفرته۔“ ترجمہ: حضرت زید بن ارقم رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے کہ جب نبی اکرم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ہمیں سلام کرتے تو ہم یوں جواب دیتے: وعلیک ورحمة اللہ وبرکاته ومغفرته۔ (شعب الایمان، جلد 11، فصل فی کیفیة السلام، صفحہ 247، مطبوعہ مکتبة الرشد)

اِس کے متعلق حافِظ ابنِ حجر عسقلانی رَحْمَۃُ اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ نے لکھا: ”أخرج البیهقي في الشعب بسند ضعیف أیضا من حدیث زید بن أرقم۔“ ترجمہ: امام بیہقی رَحْمَۃُ اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ نے شعب الایمان میں ضعیف سند کے ساتھ حضرت زید بن ارقم رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہ کی حدیث کی تخریج کی۔

(فتح الباری شرح صحیح بخاری، جلد 6، باب بدء السلام، صفحہ 11، دار المعرفة، بیروت)

نتیجہ!

(1) ”وبرکاته“ تک سلام والی روایات سنداً قوی اور اِس پر اضافے والی ضعیف ہیں۔

(2) چند روایات میں ”برکاته“ پر اضافہ ثابت ہے، جبکہ دیگر روایات میں اضافے پر ”ممانعت“ موجود ہے۔ اجازت و ممانعت دونوں کی روایات ہوں تو ممانعت کو ترجیح ہوتی ہے، اِسی وجہ سے فقہائے احناف نے بھی ”لاینبغی“ یا ”الافضل للمسلم“ کے الفاظ استعمال کیے ہیں۔

لہٰذا اسلام اور جواب، دونوں میں ”برکاته“ تک کہنا چاہیے، ”ومغفرته“ کا اضافہ نہیں کرنا چاہیے۔

واللہ اعلم ورسولہ اعلم عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

کتبــــــــــــــــــــــہ

مفتی محمد قاسم عطاری

15 رَبیعُ الآخر 1443ھ/21 نومبر 2021ء

دار الافتاء اہلسنت daruliftta@dawateislami.net

نوٹ: دار الافتاء اہلسنت کی جانب سے وائرل ہونے والے کسی بھی فتوے کی تصدیق دار الافتاء اہلسنت کے آفیشل پیج /daruliftaahlesunnat اور ویب سائٹ www.daruliftaahlesunnat.net کے ذریعے کی جا سکتی ہے